فضائل ومسائل

قربانی

زیر نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر ثناء اللہ رانا الازہری

پی ایچ ڈی۔ الازھر یونیورسٹی، قاہرہ مصر۔

اسسٹنٹ پروفیسر فیکلٹی آف عریبک انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

ڈائریکٹر الکرم سنٹر فار عریبک، انگلش اینڈ ریسرچ

جمع وتالیف

محمد نادر وسیم

(ایم اے عربی واسلامیات)

ریسرچر الکرم سنٹر فار عریبک، انگلش اینڈ ریسرچ

الکرم سنٹر فار عریبک انگلش اینڈ ریسرچ

جامع مسجد سیدنا بلال پنڈ ھون جھنگی سیداں، نزد ڈائیو واڈہ پشاور روڈ ــ اسلام آباد

فہرست

مقدمہ

اسلام ایک آفاقی دین ہے جو انسان کی تربیت و ہدایت کے لیے اللہ تعالی عزوجل کی طرف حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا اور قرآن و حدیث و اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے ہم تک پہنچا اور جس طرح قرون اولی کے مسلمانوں نے قربانیاں دے کر اسے اپنے سینوں سے لگائے رکھا جہد مسلسل اور عمل پیہم کو اپنی زندگیوں کا نصب العین قرار دے کر صرف اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس پر پختگی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی نشرواشاعت کے لیے بھی اپنی سرتوڑ کوششیں کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی ۔اسی طرح آج یہ ذمہ داری ہمارے اوپر ہے کہ ہم ایک طرف اپنے اسلاف صالحین اور اولیائے عاملین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صراط مستقیم سے بھٹکی ہوئی خلق خدا کو اس روشن اور ابدی پیغام ہدایت سے روشناس کروائیں جو نور مجسم نبی معظم احمد مجتبی محمد مصطفے ﷺ قیامت تک آنے والی انسانیت کی دینی و دنیاوی کامیابی و کامرانی کے لیۓ بطور دلیل ، گواہ اور ضمانت لے کر مبعوث ہوئے ۔اور دوسری طرف اس پیغام ہدایت کے ٹھنڈے اور میٹھے چشمے کے فیض دل بہار کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں تاکہ قلبی و ذہنی راحت وسکون کی متلاشی روحیں اس کی تازگی اور فرحت سے تروتازہ ہو کر اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو جائیں اور یہی مقصد تخلیق انسان ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا(وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون)

جن عبادات کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے ان میں سے ایک وہ ہے جو دین اسلام کے پانچویں رکن حج بیت اللہ سے جڑی ہوئی ہے یہ سنت ابراہیمی و مصطفوی ﷺ ہے جسے ہر سال پوری دنیا کے مسلمان بڑے جوش وخروش سے ادا کرتے ہیں جس کا نام قربانی ہے ۔بظاہر تو اس سے مراد عید الاضحیٰ کے روز کوئی حلال جانور اللہ کے راستے میں ذبح کر کے گوشت اپنے اقربا اور غریبوں مسکینوں میں بانٹنا ہے لیکن حقیقت میں یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ دین قربانی کا نام ہے اس کی صورتیں مختلف ہو سکتی ہیں مگر روح ایک ہی ہے جیسے مال کی قربانی زکاۃ کی شکل میں جسم کی قربانی نماز کی شکل میں دل اور روح کی قربانی اس کی طہارت و پاکیزگی اخلاص و خشیت الہی اور محبت رسول ﷺ کی شکل میں اور تمام قسم کی قربانیوں کو جمع کرنے والی عبادت حج ہے اور اس عبادت سے منسلک یہ سنت ابراہیمی و مصطفوی ہے جو عید الاضحیٰ کے دنوں میں ادا کی جاتی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ اس عظیم سنت کے فضائل کیا ہیں اور اس کے مسائل کیا ہیں یعنی اس سنت کی اہمیت کیا ہے اور اس کو ادا کیسے کیا جائے۔زیر نظر کتابچہ اسی قسم کے بہت سے سوالات کا جواب مہیا کرتا ہی جو ایک عام فہم مسلمان کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔برخوردار نادر وسیم نے بڑی محنت سے ان معلومات کو جمع کیا ہے جو ہمارے سامنے ہیں۔

اس کتابچہ کی تیاری اور اشاعت کی سعادت **(الکرم سنٹر برائے عربی و انگلش و تحقیق)** کے حصے میں آئی ہے ۔جو پاکستان کے دو بڑے روحانی سرچشموں آستانہ عالیہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا اور آستانہ عالیہ موہڑہ شریف خیابان سرسید راولپنڈی کی نظر محبت و کرم سے وجود میں آیا ہے۔آستانہ عالیہ بھیرہ شریف اس اعتبار سے کہ وہ فقیر کا مرشد خانہ ہے حضور خواجہ جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃاللہ تعالی علیہ کی بارگاہ میں ۱۹۸۶ء سے شرف بیعت حاصل ہے اور علم و عمل کا جو بھی زاد راہ ہے مرشد کریم کی ہی نگاہ کرم اور عطائے بے بہا کا صدقہ و فیضان ہے جبکہ آستانہ عالیہ موہڑہ شریف اس اعتبار سے

کہ جناب پیر محمد مجتبیٰ فاروق گل بادشاہ صاحب سجادہ نشین موہڑہ شریف نے ایک مسجد جو ان کے ایک مرید باصفا بابا مظلوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متوفی بیٹے محمد بلال کی یاد اور ایصال ثواب کے لیے بنائی تھی فقیر کے زیر انتظام دے دی۔جس کا نام جامع مسجد سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور یہ فقیر کی رہائش گاہ سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے۔جب فقیر نے اس مسجد کا انتظام سنبھالا تو خیال آیا کہ کیوں نہ جمعہ کی نماز شروع کی جائے ۲۳ جنوری بروز جمعہ المبارک ۲۰۱۴ء کو دارالعلوم محمدیہ غوثیہ چک شہزاد اسلام آباد کے مہتمم جناب پیر ممتاز احمد ضیاء نظامی صاحب اور پیر محمد مجتبیٰ فاروق گل بادشاہ صاحب نے جمعہ کی نماز کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔الحمد للہ تقریباً پونے دو سال سے باقاعدگی سے نماز جمعہ ہو رہی ہے،جس میں فقیر خود خطابت کے فرائض انجام دیتا ہے۔ایک باقاعدہ عالم دین نمازوں کی امامت پر مقرر کر دیا جس کی خدمت کی سعادت بھی فقیر کو ہی حاصل ہے۔جس میں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کا انتظام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مرشد کریم کے صدقے ایک اور دینی منصوبے کی طرف راہ نمائی فرمائی کہ اس مسجد کے اوپر پانچ کمرے بنائے جائیں جن میں عربی انگلش بول چال اور لکھنا پڑھنا سکھایا جائے اور تحقیق کے اصول سکھانے کے لیے ایک لائبریری قائم کی جائے۔اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ فقیر نے اللہ کے دیے ہوئے مال سے سات لاکھ روپے کی رقم خرچ کر کے (**الکرم سنٹر برائے عربی انگلش و تحقیق**) کے نام سے اس مسجد کے اوپر ایک ادارہ قائم کیا ہے جس میں عربی انگلش سیکھنے کا انتظام ہے پرائمری سے میٹرک تک ٹیوشن سنٹر قائم ہے الکرم لائبریری قائم ہے زیر نظر کتابچہ اس ادارے کے تحقیقی شعبے کا پہلا ثمرہ ہے۔اس شعبے کا دوسرا ثمرہ یہ ہے کہ اس لائبریری سے مختلف یونیورسٹیوں کے ایم ایس اور پی ایچ ڈی عربی اور اسلامیات کے طلبا آکر اپنی تحقیق میں استفادہ کرتے ہیں۔الحمد للہ یہ ادارہ ایک جدید دینی ادارے کی شکل اختیار کرے گا۔جس میں کافی شعبے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے آمین اور آقا ﷺ کے صدقے ہماری یہ کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور دین کی خدمت مزید ہمت دے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ۔

پروفیسر ڈاکٹر ثناء اللہ الازہری

قربانی کی تعریف

کتب فقہ میں قربانی کے لیے لفظ اضحیہ آتا ہے۔ لغت میں اضحیۃ ہر اس جانور کو کہا جاتا ہے جسے قربانی کے دن ذبح کیا جائے۔ عربی زبان میں اس کی تعریف یوں ہے:

الاضحية: اسم لما يضحى بها، أي يذبح، وجمعها الأضاحي"[۱]

اصطلاح شریعت میں مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے اور کبھی اس جانور کو بھی اضحیۃ اور قربانی کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے۔[۲]

قربانی سنت ابراہیمی ہے

اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا:

﴿وتركنا عليه في الآخرين﴾[۳]

ترجمہ: یعنی ہم نے اس یادگار کو بعد والوں میں بھی رکھا ہے۔

احادیث مبارکہ میں قربانی کو اس حوالے سے بھی متعارف کرایا گیا ہے کہ یہ سنت ابراہیمی ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

قال اصحاب رسول الله ﷺ يارسول الله ما هذه الأضاحي؟ قال سنة ابيكم إبراهيم[۴]

ترجمہ: صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ سے قربانی کے متعلق عرض کیا: یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

گویا ارشاد فرمایا گیا کہ ہم قربانی کی صورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو قائم کئے ہوئے ہیں۔

قربانی سنت مصطفوی ہے

قربانی جہاں سنت ابراہیمی ہے وہاں سنت حبیب پروردگار بھی ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

۱۔ انیس الفقہاء: قاسم بن عبداللہ القنوی، ج۱، ص ۲۷۸

۲۔ بہار شریعت، مولانا مفتی امجد علی اعظمی، مکتبۃ المدینہ کراچی ج ۳، ص ۳۲۷

۳۔ الصافات: ۱۰۸

۴۔ سنن ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، کتاب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ، رقم الحدیث، ۳۱۲۷

أقام رسول الله ﷺ بالمدينة عشر سنين يضحى[5]

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ مدینہ طیبہ میں دس سال قربانی کرتے رہے۔

۲۔ سیدنا براء بن عاذب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قربانی والے دن ارشاد فرمایا:

إن أول ما نبدأ به في يومنا هذا أن نصلي ثم نرجع فنحر من فعله فقد أصاب سنتنا۔[6]

ترجمہ: ہم اپنے آج کے دن کی ابتدا یوں کریں گے کہ نماز پڑھیں گے پھر واپس آ کر قربانی دیں گے، پس جس نے یہ عمل کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت اس طرح بھی ہے:

كان رسول الله ﷺ يذبح وينحر بالمصلى[7]

ترجمہ: رسول کریم ﷺ عیدگاہ میں جانوروں کو ذبح اور نحر کرتے تھے۔

عیدگاہ میں قربانی کرنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ عید کے موقع پر آنے والے عظیم اسلامی اجتماع کو اس مبارک عمل ہو سکے اور وہ اس کا طریقہ بھی جان لیں۔

۴۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ضحى رسول الله ﷺ بكبشين أملحين أقرنين ذبحهما بيده وسمى وكبر[8]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمائے اور بسم اللہ اور اللہ اکبر کہا۔

مندرجہ بالا احادیث سے واضح ہوا کہ قربانی کرنا سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم ہے اور اس پر نبی ﷺ نے ہمیشگی فرمائی۔

قربانی کی اہمیت:

قربانی ایک عظیم الشان عبادت ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر امت محمدیہ تک چلی آ رہی ہے۔ ہر مذہب

۵۔ سنن الترمزی، محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، ابو عیسی، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۲۰۰۵م، کتاب الاضحیہ، باب: الدلیل علی ان الاضحیہ سنۃ، رقم حدیث ۱۵۱۲، ص ۴۶۵

۶۔ صحیح البخاری، محمد بن إسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی، دار ابن کثیر دمشق، بیروت، کتاب الاضحیہ، باب الذبح بعد الصلوٰۃ، رقم الحدیث: ۵۲۴۰، ص ۲۱۱۳

۷۔ ایضا، ص ۲۱۱۱

۸۔ ایضا، ص ۲۱۱۱

وملت کا اپنے اپنے طور طریقہ کے مطابق اس پر عمل رہا ہے۔ قرآن کریم ہی ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الأنعام﴾[9]

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپائیوں کی مخصوص جانوروں پر اللہ تعالی کا نام لیں، جو اللہ تعالی نے عطا فرمائے۔

قربانی کی اہمیت اس بات سے واضح ہوتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس پر ہمیشگی فرمائی۔

مختصر فلسفۂ قربانی:

قربانی ملت ابراہیمی اور دین اسلام کا شعار عظیم ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ توحید اصل دین ہے۔ توحید کی ضد شرک ہے، ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ جس ظلمت اور تاریکی کے دور میں پیدا ہوئے کسی سے مخفی نہیں۔ ملت ابراہیمی کی حقیقت کفر وشرک کی تاریکیوں میں گم ہو کر رہ گئی تھی۔ ایک خدا کی بجائے ہزاروں بلکہ لاکھوں خداؤں کی پوجا ہونے لگی تھی۔ پرستش اور بندگی کے جتنے طریقے اللہ تعالی کے لیے ہو سکتے تھے، وہ سب باطل خداؤں اور بتوں کے لیے مخصوص ہو چکے تھے۔ عبادت کی تمام صورتیں جو اللہ عزوجل کے شایان شان تھیں بتوں کے لیے اختیار کی جاتی تھیں جن کا مختصر بیان یہ ہے کہ مشرکین اپنے معبودان باطلہ کا نام لے کر ان کی زبرگی اور بڑائی بیان کرتے تھے۔ اپنے بتوں کے لیے سجدہ کرتے تھے۔ بتوں سے مانگتے تھے، بتوں کو الہ جاننے کی وجہ سے ان کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ بتوں کے نام پر دور، دور سے جانور بھیجے جاتے تھے۔ مختصر ایوں سمجھئے کہ مالی اور بدنی عبادتیں بتوں کے لیے مخصوص تھیں۔ مشرکین اپنے بتوں کی جو بدنی عبادت کرتے تھے اس میں تین چیزیں بہت نمایاں ہوتی تھیں۔ ۱) سجدہ، ۲) دعائیں، ۳) اپنی زبان سے ان کی بزرگی اور بڑائی بیان کرنا اور عبادت مالی میں جو چیز سب سے نمایاں تھی وہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرنا تھا۔ دین اسلام جس کی بنیاد خالص توحید پر تھی شرک کو بیخ وبن سے اکھاڑے بغیر قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ جس کی صورت یہی ہو سکتی تھی کہ عبادت مالی اور بدنی صرف اللہ عزوجل کے لیے خاص کر دی جائے۔ اور اس خصوصیت کا نشان ہر فرد مسلم کے پیش نظر ہو۔ عام اس سے کہ وہ مسلمان مکہ میں ہو یا مدینہ میں، کسی شہر میں ہو یا قریہ میں، توحید کا نشان اسکے سامنے ہونا چاہیے تاکہ مرد مسلم ہر قدم پر اسلام کے آثار وعلامات اور علم توحید کے سایہ میں اپنے دین وایمان کو لیے ہوئے اسلامی زندگی بسر کر سکے۔ بس اس حکمت بالغہ کے تحت ہر شہر وقریہ میں مساجد اور ان میں پنجگانہ اذان اور نماز باجماعت مقرر کی گئی۔ جو عبادت بدنی کے تمام شعبوں پر حاوی اور متعدد شعائر دین کا مجموعہ ہے۔ اور اس حکمت کے مطابق مالی عبادت کا نمایاں پہلو (معبودوں

۹۔ سورہ حج: ۳۴

کے نام پر جانور ذبح کرنا) بتوں سے ہٹا کر معبود برحق اللہ جل مجدہ کے لیے مخصوص کیا گیا۔ اور ایک شعار دین کی صورت میں اجتماعی عبادت کی شکل دے کر ہر شہر وقریہ میں اس کو جاری کر دیا گیا ہے۔ چونکہ عبادت مالی اور بدنی ہونے میں دونوں شریک ہیں اس لیے جس طرح عبادت بدنی میں انفرادی اور اجتماعی دنوں صورتیں عام کی گئی کہ سنتیں اور نوافل اور وتر الگ الگ پڑھ لیتا ہے، مگر عیدین جمعہ اور جماعت سب مل کر ادا کرتے ہیں، بالکل اس طرح عبادت مالی کا حال ہے کہ ہر شخص جب بھی کوئی جانور ذبح کرے خواہ ذاتی ضروریات کے لیے ہو یا مذہبی حاجت کی بنا پر وہ اللہ کے نام پر ہی ذبح کرے۔ اگر ایام قربانی میں تمام امت مسلمہ اجتماعی صورت میں یہ عبادت بجا لائے، جس طرح اذان، نماز باجماعت، جمعہ اور عیدین شعائر اللہ میں داخل ہیں اسی طرح قربانی بھی ہر قصبہ میں شعائر دین میں سے ہے مروجہ قربانی شرک کی تباہی اور توحید کے دوام وبقا پر دلیل ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ شرک کے مٹنے اور توحید کے قائم ہونے کی وجہ عظیم الشان یادگار ہے جو ساڑھے تیرہ سو سال سے آج تک آرہی ہے اور ان شاء اللہ اس وقت تک رہے گی جب تک خدا کی زمین پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے والا ایک شخص بھی قائم رہے گا۔ کوئی ایڑھی چوٹی کا زور لگائے اس کے مٹانے سے دین کا یہ شعار مٹ نہیں سکتا۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بأفواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔[۱۰]

فضائل قربانی:

کئی احادیث میں قربانی کے فضائل وارد ہیں چند یہ ہیں:

۱۔عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: «سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ» قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ، حَسَنَةٌ» قَالُوا: " فَالصُّوفُ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ، حَسَنَةٌ»[۱۱]

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہمیں قربانی کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اون کے

۱۰۔ مقالات کاظمی، علامہ احمد سعید کاظمی، ص ۲۱۵

۱۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۱۲۷، ص ۳۲۹

بدلے میں کیا ملے گا؟فرمایا: اور ن کے ہر بال کے بدلے میں بھی نیکی ملے گی۔

۲- عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلاَفِهَا، وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا[۱۲]

ترجمہ: عید الاضحیٰ کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالی کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں۔ قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالی کے نزدیک قبولیت حاصل کرلیتا ہے۔ لہٰذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

۳- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أُنْفِقَتِ الْوَرِقُ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ نَحِيرَةٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ»[۱۳]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عید الاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کیے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔

قربانی کا حکم:

ہر صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اس بارے میں قرآن وسنت میں کئی دلائل موجود ہیں۔ چند یہ ہیں:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾[۱۴]

ترجمہ: آپ اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

مشہور مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

قال عكرمة وعطاء وقتادة فصل لربك صلوة العيد يوم النحر ونحر نسكك فعلى هذا يثبت به وجوب صلوة العيد والاضحية[۱۵]

۱۲۔ سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ، رقم الحدیث ۱۰۹۸، ص ۴۶۱

۱۳۔ سنن الدارقطنی، علی بن عمر الدارقطنی، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، باب الذبائح، رقم الحدیث: ۴۷۵۲، جزء: ۵، ص ۵۰۹

۱۴۔ [الکوثر: ۲]

۱۵۔ تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان، ۱۴۲۵ھ، ج ۱۰، ص ۳۵۳

ترجمہ: حضرت عکرمہ، حضرت عطاء اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ "فصل لربک" میں فصل سے مراد "عید کی نماز" اور "وانحر" سے مراد "قربانی" ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز عید اور قربانی واجب ہے۔

علامہ ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ تعالی اپنی تفسیر احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ صَلَاةُ يَوْمِ النَّحْرِ وَنَحْرُ الْبُدْنِ ...قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهَذَا التَّأْوِيلُ يَتَضَمَّنُ معنيين أحدهما إيجاب صلاة الضحى وَالثَّانِي وُجُوبُ الْأُضْحِيَّةِ (۱۶)

ترجمہ: حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس آیت "فصل لربک" میں جو نماز کا ذکر ہے اس سے عید کی نماز مراد ہے اور "وانحر" سے قربانی مراد ہے۔ امام ابو بکر جصاص فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوئی ہیں:

۱۔ عید کی نماز واجب ہے۔ ۲۔ قربانی واجب ہے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **«مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا»** (۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ بھٹکے۔

وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ ﷺ نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور وعید واجب کو چھوڑنے پر ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوا قربانی واجب ہے۔

۳- جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ البَجَلِيَّ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ: «مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرَى، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ» (۱۸)

ترجمہ: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عید الاضحیٰ کے دن حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی ک اجانور) ذبح کر دیا تو اسے چاہئے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی

۱۶۔ احکام القرآن، الامام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص، دار احیاء التراث العربی مؤسسۃ التاریخ العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴م، جزء ۵، ص ۳۷۵-۳۷۶

۱۷۔ سنن ابن ماجہ، باب الاضاحی ہی واجبۃ ام لا، رقم الحدیث ۳۱۲۳، ص ۵۲۹

۱۸۔ صحیح البخاری، بَابُ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ أَعَادَ، رقم الحدیث ۵۲۴۲، ص ۲۱۱۴

کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہیے کہ (عید کی نماز) کے بعد ذبح کرے۔

اس میں آپ ﷺ نے عید سے پہلے جانور ذبح کرنے کی صورت میں قربانی لوٹانے کا حکم دیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

جس مرد و عورت میں قربانی کے ایام میں درج ذیل باتیں پائی جاتی ہوں اس پر قربانی واجب ہے:

۱۔ **مسلمان ہو۔** دلیل:

"لأنها قربة والكافر ليس من أهل القرب"[۱۹]

ترجمہ: قربانی عبادت وقربت کا نام ہے اور کافر عبادت اور قربت کا اہل نہیں۔

۲۔ **آزاد ہو۔** دلیل:

"لأن العبد لا يملك"[۲۰]

ترجمہ: غلام پر قربانی واجب نہیں کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔

۳۔ **صاحب نصاب۔** دلیل:

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا»[۲۱]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ بھٹکے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے لیے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے۔

۴۔ **مقیم ہو:** مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ دلیل:

"عن علي رضي الله عنه قال ليس علي المسافر أضحية"[۲۲]

۱۹۔ (بدائع الصنائع، الامام علاء الدین ابو بکر بن مسعود الحنفی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ج۵، ص ۶۳

۲۰۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، علامۃ زین الدین ابی نجیم الحنفی، دار الکتب الاسلامی القاہرہ، الطبعۃ الاولی، بدون تاریخ، جزء ۸، ص ۱۱۰

۲۱۔ سنن ابن ماجہ، باب الأضاحی ہی واجبۃ ام لا، رقم الحدیث ۳۱۲۳، ص ۵۲۹

۲۲۔ المحلی بالآثار، علی بن احمد بن سعید بن حزم، دار الفکر، بیروت، بدون طبع وتاریخ، کتاب الاضاحی، جزء ۶، ص ۳

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

۵- **عاقل ہونا:** کسی پاگل، مجنون وغیرہ پر قربانی واجب نہیں۔

۶- **بالغ ہونا:** نابالغ پر قربانی واجب نہیں خواہ مالدار ہی ہو۔

قربانی کا نصاب

قربانی واجب ہونے کا نصاب وہی ہے جو صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کا نصاب ہے۔[۲۳] لہٰذا جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد وعورت پر قربانی کرنا واجب ہے۔[۲۴]

یاد رہے کہ وہ اشیاء جو ضرورت وحاجت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود ونمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئی ہوں اور سارا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی نصاب میں صامل ہوں گی۔[۲۵]

قربانی نہ کرنے پر وعید:

استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کے لیے سخت وعید بیان ہوئی ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا»[۲۶]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ پھٹکے۔

قربانی کے جانور اور ان کی عمریں

شرعی اعتبار سے قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں:

۱-اونٹ ۲-گائے ۳-بکری

ان تینوں قسموں میں ان کی نوعیتیں بھی شامل ہیں۔ چنانچہ نر، مادہ، خصی وغیرہ سب کا حکم یکساں ہے

۲۳- الفتاوی الہندیہ، المعروف بالعالمگیریہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، بدون طبعہ وتاریخ، جزء ۵، ص ۳۷۹

۲۴- الجوہرۃ النیرۃ، ابو بکر بن علی بن محمد الحنفی المطبعہ الخیریہ، ۱۳۲۲ھ، طبعہ اولی، جزء ۲، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز

۲۵- بدائع الصنائع، ص ۸۰

۲۶- سنن ابن ماجہ، باب الأضاحی ہی واجبۃ ام لا، رقم الحدیث ۳۱۲۳، ص ۵۲۹

یعنی ان سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔

بھینس کو گائے کے ساتھ اور بھیڑ اور دنبہ کو بکری کے ساتھ شامل وشمار کیا جائے گا۔ چنانچہ ان کی قربانی بھی ہو سکتی ہے۔[۲۷]

جانوروں کی عمریں ا۔ اونٹ کم از کم ۵ سال، ۲۔ گائے کم از کم ۲ سال، ۳۔ بکری کم از کم ا سال

جانور اگر مقررہ عمر سے کم ہو تو قربانی نہ ہوگی اور اگر زیادہ عمر کا ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں اگر دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا لگے تو اس کی قربانی جائز ہے۔[۲۸]

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں۔[۲۹]

شہر میں قربانی کی جائے، تو یہ شرط ہے کہ نماز عید ہو چکے، لہٰذا اگر نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو نہ ہوئی۔

اس سلسلے میں چند احادیث کریمہ ملاحظہ ہوں۔

ا۔عَنِ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسْكِ فِي شَيْءٍ»[۳۰]

ترجمہ: آج (یعنی عید الاضحیٰ) کے روز جو کام ہم سب سے پہلے کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر ہم واپس لوٹتے ہیں، تو قربانی کرتے ہیں۔ جس نے اس طرح کیا تو اس نے ہمارے طریقے کو پالیا اور جس نے نماز سے پہلے کی تو وہ اس کے گھر والوں کے لیے گوشت، جس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔

۲ ۔ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاَةِ فَلْيُعِدْ»[۳۱]

ترجمہ: جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو وہ اسے لوٹائے۔

قربانی کے دن: قربانی کے تین دن ہیں، ۱۰، ۱۱، اور ۱۲ ذوالحج۔ دلیل: قال اللہ تعالی:

۲۷۔ فتاوی عالمگیری (مترجم) مترجم، سید امیر علی، مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، لاہور، ج۸، ص۳۹۱

۲۸۔ در مختار محمد بن علی الحنفی، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ، طبعہ اولی، ج۱، ص ۶۴۸

۲۹۔ ایضا، ج۱، ص ۶۴۶

۳۰۔ صحیح البخاری، کتاب الاضاحی، باب من ذبح قبل الصلوۃ اعاد، رقم الحدیث، ۵۲۴۰، ص ۲۱۱۳

۳۱۔ ایضا، رقم الحدیث، ۶۵۴۱، ص ۲۱۱۴

﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ﴾[۳۲]

ترجمہ: تاکہ اپنے فوائد کے لیے آ موجود ہوں اور ایام مقررہ میں ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:

فالمعلومات يوم النحر ويومان بعده[۳۳]

ترجمہ: ایام معلومات سے مراد یوم النحر (۱۰ ذوالحج) اور اس کے بعد دو دن ہیں۔

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن دس ذوالحجہ اور اس کے بعد کے دو دن ہیں البتہ یوم النحر کو قربانی کرنا افضل ہے۔

جن جانوروں کی قربانی جائز ہے

چونکہ قربانی کا جانور بارگاہ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے اس لیے بہت عمدہ، موٹا، تازہ، صحیح سالم، عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔

ا۔ جانور کے کچھ دانت گر گئے ہوں لیکن، زیادہ باقی ہوں اور چارہ کھا سکتا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ ۲۔ جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا اوپر والا خول ٹوٹ گیا لیکن اندر والا نرم سینگ موجود ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ ۳۔ بچھڑے وغیرہ کے سینگوں پر کیمیکل لگا دیا جاتا ہے تاکہ سینگ نہ اگیں، چونکہ یہ جانور خوبصورت بنانے کے لیے کیا جاتا ہے یہ جانور کا عیب شمار نہیں ہوتا ہے لہٰذا اس کی قربانی جائز ہے۔ ۴۔ جس جانور کے کان بالکل چھوتے ہوں، اس طرح دم یا کان تہائی حصہ سے کم کٹے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے۔ ۵۔ لنگڑا جانور جو قربان گاہ تک خود چل کر جاسکے اور تین پاؤں سے چلے اور چوتھے پاؤں کا سہارا لیتا ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔ ۶۔ بھیڑ، بکری جس کا ایک تھن چھوٹا دوسرا بڑا ہے لیکن دونوں سے دودھ آتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ ۷۔ اسی طرح گائے، بھینس اونٹنی کا ایک تھن خشک ہے جبکہ باقی تین تھن سے دودھ آتا ہے تو اسکی قربانی جائز ہے۔ ۸۔ قربانی خریدی گابھن نکلی تو اس کی جگہ دوسری قربانی کرنا جائز ہے اسی طرح صاحب نصاب نے اپنی قربانی کا جانور خریدا اب اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرنا چاہتا ہے تو یہ جائز ہے۔ بشرطیکہ دوسرا جانور پہلے سے قیمت میں کم نہ ہو۔ ۹۔ خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے خود ایسے جانوروں

۳۲۔ [الحج: ۲۸]

۳۳۔ تفسیر القرآن العظیم مسندا عن رسول اللہ ﷺ، والصحابۃ والتابعین، الامام الحافظ عبدالرحمٰن بن محمد الرازی بن ابی حاتم، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمہ، الریاض، ج۱، ص ۲۴۹۰

کی قربانی کی ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ [۳۴]

جن جانوروں کی قربانی ناجائز ہے

بالکل اندھا، بالکل کانا، ایک کان یا دم کا تہائی حصہ سے زیادہ کٹا ہوا۔ اتنا دبلا پتلا جانور کہ ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو، جس جانور کے اکثر دانت گر گئے ہوں، جس جانور کے سینگ بالکل جڑ سے اکھڑ گئے ہوں، بھیڑ، بکری کا ایک تھن کٹ گیا ہو، خشک ہو گیا ہو، گائے بھینس کے دو تھن کٹ گئے ہوں یا خشک ہو گئے ہوں۔ خشکی یعنی جس جانور میں نر اور مادہ دونوں کی علامات پائی جاتی ہوں ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔ البتہ کسی نر جانور کا ایک خصیہ ہو لیکن جفتی کے قابل ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔

جانوروں میں شراکت

گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اور اونٹنی میں سات حصے دار شامل ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان میں سے ایک جانور سے سات قربانیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ جتنے آدمی شریک ہوں ہر ایک کی نیت قربانی کی ہو یا کسی نے عقیقہ کے لیے ایک دو حصے لے لیے ہوں۔ چونکہ عقیقہ میں بھی اللہ ہی کے لیے خون بہایا جاتا ہے اس لیے عقیقہ کا حصہ قربانی کے جانور میں لیا جا سکتا ہے۔

جتنے لوگوں نے قربانی کے جانور میں شرکت کی، اگر ان میں سے کسی ایک آدمی کی نیت بھی اس گوشت کی تجارت کرنے یا محض گوشت کھانے کی ہو تو کسی کی قربانی ادا نہ ہو گی۔ اور اگر گائے، بھینس، اونٹ میں سات حصوں سے کم حصے کر لیے مثلاً چھ حصے کر کے چھ آدمیوں نے ایک ایک حصہ لے لیا یا پانچ آدمیوں نے پانچ حصے کر کے ایک ایک حصہ لے لیا تب بھی قربانی درست ہو جائے گی بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو اور اگر آٹھ حصے بنا لیے اور آٹھ قربانی والے شریک ہو گئے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہو گی۔[۳۵]

۳۴۔ سنن ابی داود، سلیمان بن الاشعث السجستانی الازدی، المکتبہ العصریہ، صیدا، بیروت، ۲۰۱۰م، کتاب الضحایا، باب مایستحب من الضحایا، رقم الحدیث ۲۷۹۲، ج ۱، ص ۹۴

۳۵۔ فتاوی عالمگیری، ج ۸، ص ۴۰۲

جانور ذبح کرنے کا طریقہ

قربانی سے قبل قربانی کے جانور کو پانی پلانا چاہیے۔ بھوکا پیاسا ذبح نہ کریں اور چھری جانور کے سامنے تیز نہ کریں۔ اسی طرح ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے بھی ذبح نہ کریں۔ جانور کو بائیں پہلو اس طرح لٹائیں کہ قبلہ رخ ہو جائے اپنا دایاں پاؤں اسکے پہلو پر رکھ کر جلد ذبح کریں۔

جانور کو ذبح کرتے ہوئے اس کی چار رگیں کاٹی جائیں "ودجین" یعنی دو شہ رگیں، حلقوم اور مری یعنی خوراک کی نالی، لیکن کم از کم تین رگیں کٹنا جانور کے حلال ہونے کے لیے ضروری ہیں۔ ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔

اللّٰهُمَّ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ- إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ - اللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنكَ بِسمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكبَرُ.[۳۶]

قربانی اگر اپنی طرف سے ہو تو بعد از ذبح یہ دعا پڑھیں۔

اللّٰهُمَّ تقبل منی کما تقبلت من خلیلك ابراهیم علیه السلام وحبیبك محمدﷺ

اگر قربانی کسی اور کی طرف سے ہو تو "منی" کی جگہ "من" اور پھر اس شخص کا نام لیا جائے۔

آداب قربانی

قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کر لیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔[۳۷] (بدائع)

مسئلہ: قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کر لیں اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کریں جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔[۳۸]

۳۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، ۳۱۲۱، ص ۵۲۹

۳۷۔ بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۷۸

۳۸۔ ایضا، ۵، ص ۸۰

قربانی کے گوشت کی تقسیم

افضل یہ ہے کہ سارے گوشت کے تین حصے کرلے۔ ایک حصہ خود کھ لے اور ایک تہائی حصہ اپنے تشتہ داروں کو ہدیہ پہنچادے اور ایک تہائی حصہ فقیروں اور محتاجوں کو دے۔[۳۹]

جس شخص کے اہل وعیال زیادہ ہوں وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔ قربانی کا گوشت فروخت کرنا یا اجرت میں دینا جائز نہیں۔[۴۰]

قربانی کی کھال، اون، رسی وغیرہ کا حکم

۱۔ قربانی کے جانور کی جھول، رسی اور ہار جو گلے میں پڑا ہو وہ کسی کی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں ان چیزوں کو خیرات کردینا مستحب ہے۔[۴۱] ۲۔ قربانی کی کوئی چیز قصائی وغیرہ کو اس کی مزدوری میں دینا جائز نہیں، اس کی مزدوری الگ دینی چاہیئے۔[۴۲] ۳۔ قربانی کی کھال اگر فروخت کی تو اس کی رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ ۴۔ قربانی کی کھال یا چمڑے کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔ لیکن بیچنا جائز نہیں۔

میت کی طرف سے قربانی

میت کی طرف سے بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی طرف سے قربانی کرنے کے علاوہ امت کے افراد کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے، اس قربانی کو آپ ﷺ زندہ افراد کے لیے خاص نہیں کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو قربانیاں کیں اور فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی تھی اور اسی لیے میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کرتا ہوں۔[۴۳]

قربانی کرنے والا ناخن اور بال نہ کاٹے

ام المؤمنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا مہینہ

۳۹۔ الدر المختار، ج۱، ص ۶۴۸

۴۰۔ بدائع الصنائع، ج۵، ص ۸۱

۴۱۔ فتاوی عالمگیری، ج۸، ص ۳۹۸

۴۲۔ الدر المختار، ج۱، ص ۶۴۸

۴۳۔ سنن الترمذی، رقم الحدیث، ۱۵۲۸، س ۶۴۸

شروع ہو جائے اور تم میں سے جو قربانی کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔[۴۴] اس حدیث اور دیگر احادیث کی روشنی میں قربانی کرنے والوں کے لیے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی تک جسم کے کسی حصے کے بال اور ناخن نہ کاٹیں۔

متفرق مسائل

ا۔ جس نے قربانی کرنے کی نذر مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے لیے نذر مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور نذر کی قربانی کا سارا گوشت غریبوں پر صدقہ کردے، نہ خود کھائے، نہ مالداروں کو کھلائے اور اگر خود کھائے گا تو اتنی مقدار صدقہ کرے۔ ۲۔ قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔ ۳۔ بعض لوگ اپنی واجب قربانی چھوڑ کر میت کی طرف سے نفل قربانی کرتے رہتے ہیں۔ یہ طریقہ جائز نہیں۔ ہاں اپنی واجب قربانی کے بعد کسی کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے۔ ۴۔ قربانی کا جانور گم ہو گیا، اس کے بعد دوسرا خریدا، پھر پہلا بھی مل گیا تو اب اگر قربانی کرنے والا مالدار ہے تو ان دونوں جانوروں میں سے جو چاہے ذبح کرے، جب کہ غریب پر دونوں جانوروں کی قربانی واجب ہو گی۔ بشرطیکہ ایام اضحیٰ میں جانور خریدا ہو۔ ۵۔ اگر قربانی کے جانور میں ایسا عیب پیدا ہوا جس کے ہوتے ہوئے قربانی جائز نہیں تو مالدار کے لیے ضروری ہے کہ اسکی جگہ کوئی اور جانور خرید کر قربان کرے، غریب ہے تو اسی کی قربانی کر سکتا ہے۔

حلال جانور کی مندرجہ ذیل سات چیزوں کا کھانا حرام ہے

ا۔ بہتا ہوا خون ۲۔ مذکر کی پیشاب گاہ ۳۔ خصیتین ۴۔ مؤنث کی پیشاب گاہ ۵۔ غدود ٦۔ مثانہ ۷۔ پتہ

كره تحريما وقيل تنزيهاً، والأول أوجه (من الشاة سبع: الحياء (هو الفرج) والخصية والغدة والمثانة والمراره والدم المفسوح والذكر) للأثر الوارد في كراهة ذلك[۴۵]

تکبیر تشریق کے احکام

تکبیر تشریق کسے کہتے ہیں: الله اكبر الله اكبر لا إله إلا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد

۴۴۔ صحیح مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، دار احیاء الکتب العربیہ، کتاب الاضاحی، باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ، وھو یرید التضحیہ، ان یاخذ من شعرہ او اظفارہ شیئا، رقم الحدیث ۱۹۷۷، ص ۹۵۰

۴۵۔ الرد المختار علی الدر المختار، دار عالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع، الریاض، جزء ۱۰، ص ۴۴۷۔۴۴۸

تکبیر تشریق کب سے کب تک پڑھیں: عرفہ کا دن یعنی زی الحجہ کی نویں تاریخ سے فجر سے لیکر ذی الحجہ کی تیرہ تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز باجماعت کے بعد فورا ایک مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے۔ ان پانچ دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ اگر کسی نماز کے بعد امام تکبیر تشریق کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فورا تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب وہ کہیں گے۔

نماز عید کا طریقہ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازیں ہر اس شخص پر واجب ہیں جس پر جمعہ فرض ہے۔ عیدین دوگانہ یعنی دو رکعتوں والی نماز ہے۔ نماز عیدین کا طریقہ وہی ہے جو دیگر نمازوں کا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ نماز عیدین میں زائد چھ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ امام تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے، پھر ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہے، تیسری تکبیر کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے، مقتدی بھی ایسا ہی کریں۔ پھر امام جہری قراءت کرے قراءت کے بعد حسب معمول رکوع و سجود کیے جائیں۔ پھر دوسری رکعت شروع ہوگی۔ امام قراءت کریں قراءت کے بعد تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہے، مقتدی بھی امام کے ساتھ ایسا ہی کریں، اور چوتھی مرتبہ امام ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع کی تکبیر کہے۔ مقتدی بھی ایسا ہی کریں۔ اس طرح دو رکعت نماز مکمل کی جائے گی۔ نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے، سامعین خاموشی سے سنیں خطبوں کے بعد دعا کی جائے۔

عیدین کا وقت آفتاب کے بلند ہو جانے کے بعد زوال سے پہلے تک ہے۔